اشاعۃ السنہ

نمبر ۲ جلد ۴

ولادت مسیح علیہ السلام

اس مسئلہ مین آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر نے غضب کیا ہے قرآن وحدیث دونون کو طاق مین رکھدیا اور مضمون سہ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکھایا تفسیر پر تفسیر مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان کیا اور جو چیز اسکے ثبوت مین کہا ہے اُسمین تزویر و تحریف کے سوا کچھ نہین کیا۔ ہم خلاصۃً عبارت جناب اس مقام مین نقل کرتے ہین پھر تفصیل اُسکا جواب دیتے ہین۔ اصل عبارت جناب مین بہت تطویل تھی ودع ذالک وہ بے ترتیب و پراگندہ تھی۔ اسلئے ہم نے بنظر اختصار و افہام ناظرین اُسکا خلاصہ اپنی عبارت مین نقل کیا ہے جسکو توافق مین شک ہو وہ اصل تفسیر کو دیکھ سکتا ہے آپ نے مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین پہلے عقلی بحث کی ہے پھر نقلی۔ نقلی بحث پہلے انجیل اور اسکے حواشی سے کی ہے پھر قرآن سے اور کوئی بحث جناب کذب و مغالطہ سے خالی نہین ہے۔ ہم ہر ایک بحث کے مطالب کو علیحدہ علیحدہ نمبروار نقل کرتے ہین پھر نمبروار اُن کے جوابات قلم مین لاتے ہین۔

بحث عقلی

۱۔ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین نہ خدا کی کمال قدرت کا اظہار منظور ہے اسلئے کہ خدا نے آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور بہت قسم کے حیوانات بغیر توالد و تناسل پیدا کرتا ہے پھر مسیح کے بغیر باپ پیدا کرنے مین اظہار کمال قدرت کیا ہوا؟

۲۔ اور اگر اسکو دوسری طرح پر اظہار کمال قدرت کہو تو یہ بھی نہین ہو سکتا۔ اسلئے کہ اس صورت مین چاہئے تھا کہ یہ امر واضح ہوتا اور اسمین کسیکو شک و شبہ نہ رہتا۔

۳۔ اور نہ یہ معجزہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ معجزہ بمقابلہ منکرین نبوت ہوتا ہے اور قبل پیدائش مسیح منکر

Digitized by Khilafat Library

کون تہا۔ اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو انکی پیدایش مین درد زہ وغیرہ عوارض حمل کا وجود نہوتا اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو مریم کا ہونا نہ مسیح کا۔

بحث نقلی از انجیل و حواشی آن

اس بحث مین آپنے پراگندہ طور پر تیس باتین کہی ہین جن باتون کا مدار و مآل صرف چار امر ہین جنکو امور منقسح طلب کہا جاسکتا ہے۔ ہم آپ کی پراگندہ تقریرات سے اولاً ان امور اربعہ کو منتخب کرتے ہین پہر انکے مویدات و شواہد کو معرض نقل مین لاتے ہین۔

(۱) مسیح کا داؤد کا بیٹا ہونا ضروری ہے اور وہ بغیر اسکے کہ وہ یوسف کے تخم سے ہو ثابت ہونا ناممکن ہے۔

(۲) ابتدا مین مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا کسی عیسائی کو خیال و اعتقاد نہ تہا حتی کہ حوارین مسیح نے بہی اس امر کو نہین جانا یہہ امر صرف مریم اور یوسف کے دلون مین مخفی تہا یہان تک کہ مریم نے مسیح کے مرنیسے جی اُٹہنے کے بعد ظاہر کیا اس سے پہلے سب کوئی مسیح کو یوسف کا بیٹا کہتے اور جانتا تہا

(۳) مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون کی تقلید سے ہوا ہے وہ لوگ نہایت بزرگ اور مقدس اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے چنانچہ افلاطون۔ و فیثا غورس وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہا کرتے۔ جب حواریون کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پہیلانا مد نظر ہوا تو حضرت عیسی کو اس لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو اُن لوگون کے خیالات سے مناسب تہا جنکے لئے انجیلین لکہی گئی تہین اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلین حضرت عیسیٰ کی ولادت کی نسبت اُن خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہین ہوسکتین * * * * * * پہر زمانہ کے گزرجانیکے پر یہہ خیال جس سے عیسی کو خدا کا بیٹا کہا گیا تہا محو ہوگیا اور مسیح کو حقیقۃً خدا کا بیٹا سمجہا گیا۔ اور اسکے ساتہہ یہہ بہی قرار دیا گیا کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تہے۔ اُنکی ضد سے یہودیون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہین۔ یہہ اتہام سلسس نے جو تیسری صدی مین تہا کیا تہا۔

(۴) بقول حواریین و عیسائیون کے حضرت مریم کی یوسف بجار سے منگنی ہو چکی تھی اور شریعت یہودی مین رسم تھی کہ منگنی کے بعد مرد عورت کو دیکھنے اور مباشرت کرنے کا مجاز ہو جاتا اور بعد منگنی اور قبل رخصتی اُس سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ بھی ناجایز تصور نہ ہوتی شاید خلاف رسم ہونیسے معیوب گنی جاتی ہوگی بناءً علیہ یوسف حضرت مریم سے ہم بستہ ہوا اور اُس سے حضرت مسیح کا حمل ہوا (نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا)

امر اول کے ثبوت و تائید مین آپ نے نسب نامہ انجیل متی کا حوالہ دیا ہے جسمین مسیح کو ابن داؤد و ابن ابراہیم کھا ہے اور یہہ انجیل لوک باب اول درس ۲۷ سے نقل کیا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر داؤد کی نسل سے تھا۔ پھر فرمایا ہے کہ اگر کھا جاوے کہ مان کے سبب سے اُنکو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہہ بات دو وجہہ سے غلط ہے۔ اوّل اسلیے کہ یہودی شریعت مین عورت کیطرف سے نسب قایم نہین ہو سکتا۔ دوسری یہہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہین ہے۔ پھر وجہہ دوم پر بہت زور دیا ہے اور بزعم خود ثابت کر دیا ہے کہ مریم علیہا السلام داؤد کی نسل سے نہین ہے ؛

امر دوم کے ثبوت و تائید مین آپنے پادری رچارڈ واٹسن صاحب کا قول نقل کیا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو امر دوم کا عنوان ہے پھر اخیر بحث مین انجیل وغیرہ کے مواضعہ ذیل سے استشہاد کھا ہے۔ انجیل متی باب اول درس ۱۶۔ ایضاً باب ۱۳ درس ۵۵۔ انجیل لوک باب ۲ درس ۲۷ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۸۔ انجیل یوحنا باب ۶ درس ۴۲۔ ایضاً باب اول درس ۴۵ جنمین مسیح کو یوسف کا بیٹا اور یوسف کو مسیح کا باپ کھا ہے۔ اعمال حواریین باب ۲ درس ۳۰ جسمین وارد ہے کہ خدا نے داؤد سے کہا کہ مین تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا۔ اور رومیان باب اول درس ۳ جسمین یہہ کھا ہے کہ مسیح جسم کے حق مین داؤد کے تخم سے پیدا ہوا۔ **آیات انجیل** متی ۱۔ ۱۶ و لوک ۲۔ ۴۳ کے ذیل مین آپ نے تھوڑی سی **یونانی** ہی خرچ کی ہے جس سے بزعم خود یوسف کا باپ ہونا اور مسیح کا بیٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بذیل آیات متی ۱۔ ۱۶ کے کہا ہے کہ جن نسخون مین حضرت عیسیٰ کا صرف مریم سے پیدا ہونا بیان کیا ہے انمین تغیر ہوا ہے۔ اس تغیر کا سبب وہی خیالات ہین

جو یونانیون مین مذہب عیسوی پہیلانے کے لئے پیدا ہوئے تہے۔

پہر فرمایا ہے لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۳۳ کے موجودہ نسخون مین یہہ لفظ ہین "تب یوسف اور اُسکی مان" مگر اِس مقام پر بہی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے۔ ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک ۱۸۰۵ء اور شنڈروف کی چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور رومن ولگٹ کے ترجمہ انگریزی مین یوسف کا نام نہین ہے۔ بلکہ اُسکا باپ اور اُسکی مان لکہا ہے اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کے شرح مین اُسی کی تصحیح کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔

امر سوم کے ثبوت و تائید مین آپنے کسی سند کو پیش نہین کیا صرف اپنے پیٹ کی بات یا دماغ کے وہم و خیال کو کافی دلیل سمجہکر اتنا کہدیا کہ یونانی زبان مین عیسائی دین پہیلانے کے لئے عیسیٰ کو بیٹے کے لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا اِسی لفظ ہوگا سے ناظرین کو قوت استدلال جناب کا اندازہ کرنا ہوگا۔

ایسا ہی امر چہارم کے ثبوت مین آپنے کوئی سند پیش نہین کی صرف کیٹوسیکلوپیڈیا سے منگنی کا یہہ دستور نقل کیا ہے کہ شوہر اور زوجہ مین اقرار ہو جاتا تہا کہ اِس قدر میعاد کے بعد شادی کرینگے۔ پہر اسپر ایک یہہ حاشیہ چڑہایا ہے کہ یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہون کی موجودگی مین ہوتا تہا جسطرح کہ ہم مسلمانون کے ہان نکاح خط لکہا جاتا ہے یا بغیر تحریر کے اِس طرح پر ہوتا تہا کہ مرد عورت کو گواہون کے سامنے ایک ٹکڑہ چاندی دیدیتا تہا اور یہہ لفظ کہتا تہا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑہ اِس امر کی کفالت مین قبول کر کہ اتنے دنون بعد تو میری زوجہ ہو جاویگی ہو جاویگی۔ دوسرا حاشیہ یہہ چڑہایا ہے کہ یہہ معاہدہ حقیقت مین عقد نکاح تہی صرف زوجہ کا گہر مین لانا باقی رہجاتا تہا۔ اور وہ اس میعاد پر ہوتا تہا جو اِس معاہدہ مین قرار پاتی تہی۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسیکہ مسلمانون مین فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور گہر مین نہین لائی جاتی یا جیسیکہ اب بہی بعض دفعہ مسلمانون مین نکاح بہ تحریر نکاح خط عمل مین آتا ہے اور

زوجہ کا شوہر کے گھر مین بھیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔

تیسرا حاشیہ یہہ کہ یہودیون کے ہان اِس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے اور پھر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اِس مدت کے بعد بھیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل مین نہین لاتی تھی یہانتک کہ اگر بعد اِس رسم کے اور قبل رخصت کرنیکے اُن دونون سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ ناجایز اولاد تصور نہین ہوتی تھی بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جایز متصور ہوتی تھی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونون کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔ پہر اِس حاشیہ سوم کے ثبوت مین فرمایا ہے امر مذکور کا ثبوت کیتھو سیکلو پیڈیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے اسمین لکھا ہے کہ جب یہہ جاوہ شادی کا یہودیون مین ہو جاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جسکی اگلو پہلے اجازت نہین ہوتی تھی۔ اور اسی کتاب مین لکھا ہے ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے مین یہہ حکمتین کہی تھین۔ اول یہہ کہ ان پیغمبر مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہون سوم یہہ کہ یوسف کا نسب نامہ سے جنکا رشتہ دار مریم تھین مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جاوے چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت مین کوئی مربی اور سرپرست ہو۔

اِن حواشی سے آپنے مطلب یہہ نکالا ہے کہ یوسف مریم سے اُسکے گہر جاکر حاجت روائی کرتا ہوگا اور اُسی سے مریم کو حمل ہو گیا ہوگا۔ اور جو اُسکے برخلاف انجیل متی مین آیا ہے کہ مریم یوسف سے ہم بستر ہونیسے پہلے حاملہ پائی گئی اسی مین سے **قبل ہم بستر ہونیکا** لفظ خورد بُرد کرکے باقی مضمون کے جواب مین کہا ہے کہ متی کی انجیل مین جو یہہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہین تو اُنکے چہوڑ دینے کا ارادہ کیا اور اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اسکا سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جسکی سبب سے ایسا خیال کیا ہوگا۔ اِس قول مین بھی لفظ ہوگی اور ہوگا پر ناظرین کو خیال کرنا ہوگا

بحث نقلی از قرآن

اِس بحث مین آپ مدعیانہ چال نہین چلے بلکہ مجیبانہ و معترضانہ طرز اختیار کئی ہین اور اسمین بہی کذب و مغالطہ کی پوری داد دی ہے۔ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا آپنے کسی آیت قرآن سے ثابت نہین کیا بلکہ ان آیات کا جنسے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیا ہے اور اُس جواب مین کذب† اور ہوگا اور ہوگی اور ممکن ہے اور کیا تعجب ہے سے کام لیا ہے۔ چونکہ وہ بحث جواب استدلال اہل اسلام ہے اِسلئے قبل تفصیل اس استدلال کے اِس بحث کا نقل کرنا مناسب نہین ہے جہان اُن آیات سے استدلال کیا جاویگا وہین آپ کے جواب اور مستندات اکاذیب اور ہوگا اور ہوگی کو نقل کر کے اُسکا جواب دیا جاویگا۔ یہہ آپ کے بیان بلا ضبط و بے برہان کا خلاصہ ہے اَب اسکا جواب دیا جاتا ہے

† اِس کذب کی مثال ایک یہہ بات ہی جو آپنے تفسیر سراپا تزویر کے صفحہ ۳۳ سطر ۴ مین فرمائی ہے کہ فرشتہ کا مریم کو لڑکے کی بشارت دینا اور اسکے جواب مین مریم کا یہہ کہنا کہ مجہے تو انسان نے ہاتہہ بہی نہین لگایا پہر میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ یہہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ مریم کو کسی مرد نے نہین چہوا تہا۔ بلکہ غالباً اُن کا خطبہ بہی یوسف سے نہ ہوا تہا۔ یہہ آپکا کہنا اِسلئے کذب ہے کہ انجیل لوک باب اول نمبر ۲۶ و ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تہی۔ اُسوقت یوسف کی مریم سے منگنی ہو چکی تہی۔ چنانچہ اصل عبارت انجیل کے بضمن جواب بحث نقلی از انجیل عنقریب آتی ہے۔

(**عذر**) مینے جناب مخاطب کی کلام مین بہت جگہہ کذب پایا مگر ادباً کبہی کذب کو آپ کی طرف نسبت نہ کیا۔ مگر جب وہ کذب اِس حد تک پہنچ گیا کہ اِسمین کلام الہی کا صریح مقابلہ ہونے لگا تو ناچار حمیت ایمانی نے مجہے اِس نسبت کرنے مین مجبور کیا۔ آپکے حواریون اور اتباع کو اِسپر جوش آوے تو وہ مجہے مجبور و معذور سمجہہ کر معافی دین اور اِس جوش کو جناب ممدوح ہی پر نکالین اور آپ سے دریافت کرین کہ اِس یوسف کا مریم سے خطبہ نہ ہونا آپنے کس کتاب الہامی یا کس کتاب تاریخی سے اخذ کیا ہے جسکے سبب ظاہر قرآن و انجیل لوک کا خلاف کیا۔ اگر جناب ممدوح اسکی سند مقبول بتائینگے تو ہم **علیگڈہ** مین حاضر ہو کر آپ سے معافی کرائینگے اور اگر آپ خود ہی اسکی سند بیان کرینگے

جواب بحث عقلی

نمبر اول کا وہی **جواب** ہے جو آپ کو سوجہا ہے اور اسکو نمبر ۲ مین بیان فرمایا ہے پہر جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین چاہیے تہا کہ وہ امر واضح ہوتا اسمین کسیکو شک و شبہ نرہتا۔

اس کے جواب دو ہین۔

اول (جو ظاہر قرآن پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ بے شک مسیح ظاہر اور علانیہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے جسکو اہل ایمان و انصاف نے مان لیا اور منکرون نے اسی سبب سے حضرت مریم کو بہ تہمت زنا متہم کیا اور صاف کہدیا ای مریم تو یہہ بہتان لائی نہ تیرا باپ بُرا تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (یعنی پہر تو بلا خاوند یہہ بچہ کہان سے لائی)

> یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یاخت ھارون ما کان ابوک امر سوء وما کانت امک بغیا۔ (مریم ۲۶)

اور شک و شبہ منکرون کا تو مشاہدات یقینیہ سے بہی رفع نہین ہوتا جب منکرون نے کسی روشن نشانی کو دیکہا تو ھذا سحر مبین ہی کہا چنانچہ قرآن مین جابجا منقول ہے۔

جواب دوم (جو ظاہر انجیل کے تسلیم پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ گو یہہ امر اورون پر ایک مدت تک مخفی رہا مگر حضرت مریم اور یوسف کو تو معلوم تہا اور اہل تسلیم و ایمان کے سامنے ظہور کمال قدرت الہی کے لئے صرف مریم صدیقہ کا بیان کافی ہے۔ بہت سے عجائبات و کمالات قدرت الہی ابتداء پیدائش و عالم برزخ و عالم اُخروی کی ایسی ہین جنکو اور کسینے نہین دیکہا صرف انبیاء نے بیان کیا اور اہل ایمان نے مان لیا۔ رہے منکر سو انکا ماننا تو مشاہدات عامہ کو بہی ناممکن ہے۔

جواب نمبر ۳ یہہ ہے کہ قبل وجود نبی یا نبوت نبی بہی معجزہ کا وجود ممکن بلکہ واقعہ ہے اگرچہ اسپر معجزہ کا اطلاق اُسیوقت ہوتا ہے جبکہ دعوی نبوت وقوع مین آتا ہے۔ انجیل لوک باب اول نمبر ۴ حمل یحیی کا حمل مسیح کے لئے اوچہلنے کا قصہ اسپر گواہ ہے اور حدیثون مین بہت سی خوارق اس امر کے مؤید و شاہد موجود ہین۔ جیسے قبل نبوت آنحضرت صلعم کیطرف درختون کا سجدہ کرنا اور ایک پتہر کا

+ دیکہو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹہ ۱۲۸۲ھ صفحہ ۲۲۳

آنحضرت صلعم کو سلام کرنا اور اسی قسم کے اور صدہا نظایر ہین پیشین گوئی جو اہل مذہب کے نزدیک ثبوت نبوت کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے وجود نبی سے پہلے ہی ہوتی ہے اور اسیکی معجزات سے شمار کیجاتی ہے - اور پیدایش مسیح مین دردزہ وغیرہ عوارض عادیہ کا پایا جانا اسکو معجزہ ہونیسے خارج نہین کرتا - معجزہ کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ اسکا کوئی امر یا متعلق عادت کے موافق نہ ہو - دیکہو عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح نے پانچ جو کی روٹیون سے پانچہزار آدمیون کو رجا دیا - یا مسلمانون کے اعتقاد مین آنحضرت صلعم نے ایک روٹی سے اسی آدمیون کو سیر کردیا - چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۳ مین بصفحہ ۳۰۸ منقول ہوا تو ان مواضع مین کثرت و زیادت طعام معجزہ ہی باوجودیکہ اسکا متعلق یعنے روٹی ایک امر عادی و معمولی ہے خدا چاہتا تو روٹی کے سوا یونہی سبکو رجا دیتا مگر یہہ کام خلاف عادت اُس نے اسی معمولی روٹی سے لیا -

جواب بحث نقلی انجیل

اس بحث کا جواب دو طور پر ہے ایک جواب عیسائی اصول و مسلمات پر - دوسرا اسلامی اور قرآنی مسلمات پر - عیسائی اصول و مسلمات پر جواب بہ تفصیل ذیل ہے -

جواب امر اول و دوم بلاریب انجیل وغیرہ مین مسیح کو یوسف اور داؤد اور ابراہیم کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ساتہہ اسکے یہہ بہی انجیل مین وارد ہے کہ وہ یوسف سی ہمبستر ہونیکے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور وہ بکر اور کنواری حاملہ ہوئی - چنانچہ متی باب ۱ مین ہے (۱۸) یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اُسکی مان مریم یوسف سی منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (۱۹) اُسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تہا اسکی تشہیر کرنی نہ چاہ کے

+ دیکہو شفا عیاض صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ بریلی سنہ ۱۲۸۷ھ جسمین بہت سی خوارق و معجزات پیدایش اور صغیر سنی آنحضرت کے نقل کئے ہین جیسے بوقت ولادت شریف بی بی آمنہ والدہ آنحضرت صلعم سے ایک نور ظاہر ہونا جس سے تمام مشرق و مغرب مین اُجالا ہو گیا تہا - اور اسدن کسریٰ کے گہر مین زلزلہ واقع ہونا اور فارسیون کی آگ کا بجہہ جانا جو ہزار سال سے کبہی نہین بجہی تہی - اور آپ پر بادل کا سایہ رہنا اور ایک خشک درخت کا آپ کے نزول سے سرسبز ہو جانا وغیر ذالک -

ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے (۲۰) وہ اندیشون مین تہا کہ یکایک خدا کے فرشتے نے خواب مین اُسپر ظاہر ہوکے کہا اَے یوسف ابن داؤد تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکہنے سے مت ڈر۔ اِسلئے کہ اِسکا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہے (۲۱) اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اُسکا نام یسوع رکہنا کہ وہ اپنے لوگون کو گناہ سے نجات دیگا۔ (۲۲) پس اِسیطرح جو کچہہ خداوند نے نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا ہوا (۲۳) کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عماؤئیل رکہا جاویگا (۲۴) تب یوسف نے سو نیسے اُٹہہ کر جیسا کہ خداوند کے فرشتے نے اُسکو کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہان لے آیا (۲۵) پر جب تک کہ وہ پہلا بیٹا نہ جنے اُسے نہ جانا اور اُسکا نام یسوع رکہا۔ اور انجیل لوک باب امین ہے (۲۶) چھٹے مہینے مین جبرئیل فرشتہ خدا کیطرف سے جلیل کے ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تہا (۲۷) ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منسوب ہوئی تہی بہیجا گیا اور اس کنواری کا

---

† انجیل مطبوعہ بیبل سوسائیٹی مرزپور ۱۸۵۲ء مین اسکی تعبیر یون الفاظ ہوئی ہے ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منگنی ہوئی تہی اور اس کنواری کا نام مریم تہا۔ یہہ وہ عبارت ہے جسکا ذکر دوعدہ نقل حاشیہ ۳۵ مین ہوا ہے۔ یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ اسوقت مریم کی یوسف سے منگنی ہوچکی تہی۔ اسمین مریم اور یوسف کے اسوقت کے حالات مصفات کا ذکر ہے کہ یوسف ایسا تہا اور مریم ایسی۔ یوسف کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ داؤد کے گہرانیسے تہا اور مریم کی تین صفتین کہ وہ کنواری تہی اور اسکا نام مریم تہا۔ اور اسکی یوسف سے منگنی ہوئی۔ ان تین صفت اول و دوم تو بلانزاع اسیوقت کے حالات ہین جبکہ فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تہی۔ ایسی ہی صفت سوم اس وقت کی حالت ہونی چاہیے یہہ اسوقت کی حالت نہ ہوتی تو صفت اول و دوم حالات سابقہ کے ساتہہ ذکر نہ کیجاتی۔ یہہ اس عبارت کے ظاہری معنے ہین اور جو اُسکے ظاہر کو نمانے اور اسمین یہہ تاویل کرے کہ صفت سوم پہلے وقت کی حالت ہے تو اسپر کسی الہامی یا تاریخی کتاب سے اس امر کا ثبوت دینا واجب ہے۔

مع مریم تہا (۲۸) اُس فرشتہ نے اُس پاس آکے کہا اے پیارے سلام خداوند تیرے ساتھ تو عورتون مین مبارک ہے (۲۹) وہ اسے دیکھکے اسکی بات سے گھبرا سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے (۳۰) تب فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے (۳۱) اور دیکھ تو حاملہ ہوگی بیٹا جنیگی اور اسکا نام یسوع رکھیگی (۳۲) وہ بزرگ ہوگا اور خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (۳۳) اور ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کریگا اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی (۳۴) تب مریم نے فرشتہ سے کہا مین مرد کو نہین جانتی ہون تو یہہ کیونکر ہوگا (۳۵) فرشتہ نے اُسے جواب مین کہا روح قدس تجھہ پر نازل ہوگی اور تجھپر اللہ تعالی کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اسلئے وہ پاک فرزند جو تجھسے پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا (۳۶) اور دیکھ تیرے رشتہ دار الیشبع کو بہی بڑہاپے مین بیٹے کا حمل ہے اور اُسکے حمل کا جو بانجھ کہلاتی تہی چھٹا مہینا ہے (۳۷) کہ خدا کے آگے کچھہ ناممکن نہین ہے۔ اور صحیفہ یشعیاہ باب درس ۱۴ مین ایک کنواری حاملہ ہوگی وہ بیٹا جنیگی اُسکا نام عمانوئیل رکھیگی۔ ان آیات مین یہہ کہنا کہ مریم پہلے ہم بستر ہونے کے حاملہ پائی گئی اور وہ کنواری اور بارکہ حاملہ ہوئی۔ اور بجواب اس استبعاد مریم کے کہ میرے کیونکر بیٹا ہوگا فرشتہ کا یہہ جواب دینا کہ یہہ امر خدا کے آگے ناممکن نہین اور اسکی نظیر مین ایک ایسا ہی خلاف عادت امر (بانجھ کے حاملہ ہونے) کو پیش کرنا اور یہ نہ کہنا کہ یوسف (جو تیرا خاوند ہو چکا ہے یا آیندہ ہونے والا ہے) کے نطفہ سے لڑکا پیدا ہوگا صاف یقین دلاتا ہے کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا اسلئے اُن آیات کی جنمین مسیح کو یوسف و داؤد کا بیٹا کہا ہے باین طور تاویل واجب ہے کہ وہان بیٹے سے شرعی اور سببی بیٹا مراد ہے نسبی اور صلبی بیٹا مراد نہین ہے اور چونکہ یوسف بوقت پیدایش مسیح مریم کا شوہر ہو چکا تہا اور زوجہ کے بیٹے کو شوہر کا بیٹا شرعاً کہا جاسکتا ہے اسلئے مسیح کو یوسف کا بیٹا کہا گیا اور اسی نظر سے اُسکو داؤد کا بیٹا کہا گیا۔

† جن معنی کر مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اسکا بیان عنقریب بصفحہ (۴۵) آتا ہے۔

اور جن لوگون نے بیٹے کو حقیقی اور صلبی بیٹے کے معنی مین سمجھا اونہون نے اسکا ترجمہ تخم یا پشت یا نسل سے کیا اور غلط فہمی سے اصلی معنی مرادی کو دوسرے معنی غیر مراد سے بدل دیا۔ یہہ تبدل و تغیر تجویز کرنا ہمارا ایسا ہے جیسا کہ آپنے ورس ۱۶ باب انجیل متی اور ورس ۳۳ باب ۲۔ انجیل لوک کی نسبت تجویز کیا اور کہا کہ اصل نسخون مین یہان لفظ باپ تہا مگر یونانیون مین عیسائی دین پہیلانے کے خیال سے تغیر ہوا آپ کی تجویز اور ہماری تجویز مین اتنا فرق ہے کہ آپ عمداً یونانیون کی خاطر سے اسمین تغیر تجویز کرتے ہین اور ہم خطاً نافہمی مراد کے سبب تغیر تجویز کرتے ہین اور اگر ہم یہہ تاویل نہ کرین اور آیات متمسکہ جناب کو ظاہری معنی پر حمل کرکے مسیح کو یوسف کے نطفہ سے اور حقیقۃً داؤد کی نسب یا نسل یا تخم قرار دین تو آیات انجیل متی وغیرہ کا جس سے ہمنے تمسک کیا ہے کچھہ مطلب نہین بنتا اسیواسطے آپنے بہی اس فقرہ انجیل متی کا کہ وہ حمل ہمسے ہونیکے حاملہ پائی گئی" کچھہ مطلب نہین بتایا بلکہ باوجودیکہ اسکے بعد و ماقبل کو ثبوت امر حمل کے

† اُن آیات اعمال حواریون اور نامہ رومیون کا جواب ہمنے مسیح کا داؤد کے تخم یا نسل سے ہونا بیان کیا ہے جو آپنے انجیل متی باب ۱ ورس ۱۶ مین یونانی حرج کرکے مسیح کا یوسف سے پیدا ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے یہہ بجز اظہار یونانی دانی کے کچھہ ثمرہ نہین بخشتا۔ یونانی کون سی انجیل کے اصلی زبان ہے کہ وہ انگریزی و اردو انجیلون کی نسبت زیادہ بہروسۂ اعتبار کے لایق ہوسکے۔ وہ بہی بموجب اعتراف جناب (صفحہ ۲۰ جلد ۱ تفسیر تنجر) کے عبرانی انجیل کا ایک ترجمہ ہے جسکا نہ ترجمہ معلوم ہے کہ کون تہا اور کہان ہوا اور نہ زمانہ معلوم ہے کہ کب گیا۔ اسپر اس ترجمہ یونانی سے ہاتہہ مارنا کیا فایدہ دیتا ہے اور اگر بہرحال آپ کے نزدیک یونانی کو ترجیح ہے تو (آیہ ۳۳ باب ۲۔ انجیل لوک کو کیون یونانی سے نہ لیا اسمین ترجمہ انگریزی روس دنگٹن وغیرہ پر اعتماد کیا اور یونانی انجیل مطبوعہ یونیورسٹی میل سوسائٹی کو مرجح سمجھا کے لحاظ نہ فرمایا جسمین بجائے لفظ باپ لفظ یوسف موجود ہے اور اگر کہا جاوے انگریزی ترجمون پر اعتماد کرکے نیکا کوئی خاص حکم آگیا ہے تو ترجمہ ٹشنڈرف جرمنی اصل کو (دس الگزنڈرین الوقت مگر مطبوعہ شہر لیپزگ اور ترجمہ لیوسر مطبوعہ شہر لیوسر امریکہ ۱۸۴۵ء اور ترجمہ جان برمل مطبوعہ شہر لنڈن ہرگ اور ترجمہ اسکاٹ مطبوعہ ۱۷۹۷ء شہر لنڈن و ترجمہ بنری ۱۸۱۰ء دیکہہ لیا تو اسمین بجائے باپ یوسف کا نام درج ہے

ذیل مین نقل کیا اور یوسف کے ارادہ مفارقتہ مریم کا ایک جعلی وخیالی سبب بتایا۔ مگر اس فقرہ متنازعہ فیہا کو خورد برد کر لیا نہ اسکو نقل کیا اور نہ اُسکا کچہہ مطلب بتایا۔ اِس سے بہی یقین ہوتا ہے کہ درصورت تاویل نہ کرنے آیات متمسکہ جناب کے ان آیات کا کچہہ مطلب نہین بنتا۔ پس **لامحالہ** اُن آیات کے **تاویل** واجب ہے یا ان آیات مین **کذب والحاق وتحریف لفظی** کا ماننا پڑتا ہے۔ اور یہہ **بات** نہ صرف عیسائیون کے برخلاف ہے بلکہ اعتقاد و **تحقیقات** جناب سے بہی **مخالف** ہے۔ آپنے تبین الکلام کی جلد اول صـ۶۶ مین بیان اقسام تحریف مین فرمایا ہے۔ اول یہہ کہ کتب مقدسہ مین کچہہ لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑہاوین۔ دوسری یہہ کہ اُن مین سے کچہہ لفظ یا عبارت گہٹادین۔ تیسری یہہ کہ لفظون کو بدل دین یعنی اصل لفظ نکال کر اُسکے بدلے اور لفظ داخل کرین۔ پہر صفحہ ۶۷ مین فرمایا ہے ہمارے مذہب موجب (خاص ذات شریف کو مراد رکہتے ہین) پہلے تین قسمون کی تحریف کا کتب مقدسہ مین واقع ہونا ثابت نہین ہے پہر بزعم خود بڑے زور شور سے اِس بات کا جوابدیا ہے اور تفسیر نیچریکے صفحہ ۴ مین فرمایا ہے مین اسبات کا قایل نہین ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین لفظی تحریف کی ہے **اور اگر آپ** اس تحقیق سے اَب انکار کرین اور انجیل مین تحریف لفظی کے قایل ہو جائین۔ چنانچہ مضمون انجیل متی کے نسبت آپ کا یہہ کہنا کہ اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے اور نیز یہہ فرمانا کہ "وہ انجیلین حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات ظاہر کرنیکا ذریعہ نہین ہو سکتین" اسکی طرف مشعر ہے تو اس سے ہمارا تو کچہہ حرج نہین بلکہ بڑا فایدہ ہے اور بہت کام نکلتا ہے **مگر پہر** آپ کو اِن اناجیل سے مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے پر استدلال کرنا کب درست ہے آپ کے پاس وہ کونسا آلہ یا پیمانہ ہے جس سے انجیل متی کے مضمون (قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی) مین تحریف ثابت ہوتی ہے اور اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف کے تخم سے کہا ہے تحریف سے مُبرّا و محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو آپنے بشہادت قول پادری رچارڈ واٹسن صاحب کے کہا ہے کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایسا مخفی رہا کہ حواریون نے بہی نہین جانا یہہ محض **خلاف واقعہ** اور پرلے سرے کی جرأت ہے جو

حال پیدائش مسیح کا انجیل لوک و متی سے بیان ہوا ہے یہہ متی حواری کا بیان ہے پہر یہہ کہنا کہ حواریون نے اسکو نہین جانا کیا معنی رکہتا ہے کیا متی آپکے نزدیک حواری نہین ہے یا جو کچہہ انجیل متی مین پیدائش مسیح کی نسبت بیان ہوا ہے یہہ متی کا قول نہین ہے کسی پچہلے (مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے والے) نے از خود ملا دیا ہے۔ یہہ بات اختیار کرین تو پہر آپ پر وہی سوال وارد ہے جو در صورت تجویز تحریف لفظی وارد کیا گیا ہے ہان انجیلون کی شہادت کے رو سے اس قدر مسلم ہے کہ مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ابتداء زمانہ پیدائش مسیح مین شہرہ عام نہ تہا صرف بعض خوص کو معلوم تہا سو اسکی وجہ یہہ ہو سکتی ہے کہ اس امر کی عام اشتہار مین مسیح اور مریم کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ تہا اگر عام یہودی اور خاصکر بادشاہ وقت (ہرودیس) یہہ بات سن پاتے کہ جو یوسف کی منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا یہہ یوسف کے تخم سے نہین ہے تو وہ حضرت مریم کو بہ تہمت بدکاری سنگسار کرتے یا حضرت عیسیٰ کو قتل کر ڈالتے۔ اسی خوف سے مریم اور یوسف نے اس امر کو مشتہر عام نہ کیا بلکہ جب نجومیون کے خبر دینے پر ہرودیس نے مسیح کی تجسس کے لئے جاسوسون کو مقرر کیا تو یوسف عیسی اور مریم کو مصر کیطرف لے بہاگا۔†

جواب امر سوم۔ آپ کا یہہ دعوی کہ مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون مین مروج تہا۔ انہی کی تقلید سے حواریون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ایسا غلط و بے بنیاد ہے جسپر سوائے ہوگا اور ہوگی دلائل متخیلہ جناب کے کوئی دلیل نہین ہے۔ جناب من مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا (بمعنی محبوب و مقرب) تو عہد عتیق مین بہت جگہہ کہا گیا ہے تعجب ہے کہ آپ کو باوجود دعوی ہمہ دانی کہین نظر نہین آیا۔

یرمیاہ باب ۳۱ نمبر ۹ مین افرائیم کو خدا نے پہلوٹا بیٹا کہا ہے **زبور** ۲ نمبر ۶ مین داؤد کو خدا نے بیٹا اور اپنے تئین اسکا باپ (یعنی مربی و مہربان)) زبور ۷۹ نمبر ۲۶ و ۲۷ مین خدا نے اپنے تئین داؤد کا باپ کہا ہے۔ **خروج** باب ۴ نمبر ۲۲ مین خدا نے اسرائیل کے حق مین فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے (یعنی درجہ اول کا پیارا) اور **پیدائش** باب ۶ نمبر ۱ مین بہت لوگون

† دیکہو انجیل متی باب ۲ و ۳ [illegible]

کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ پھر آپ کا کہنا کہ حواریون نے یونانیون کی تقلید سے مسیح کو خدا کا بیٹا لکھا ہوگا باوجود دعوی ہمہ دانی کیا معنی رکھتا ہے **یہان** سے حضرت **عیسائی** ہی کچھ فہم و الفصاحت سے کام لین اور غور کرین کہ جیسے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے جس سے بجز محبوب یا ملہم ہونیکے کچھ مراد نہین ہوسکتا۔ پھر عیسائیون نے بیٹا کہنے سے مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا کیونکر تراش کر لیا اگر بیٹے کہنے سے خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت ہوسکتا ہے تو داؤد و اسرائیل کو کیون خدا کا حقیقی بیٹا نہین مانا جاتا

طرفہ یہہ کہ نحو دحواریون نے خدا کا بیٹا ایسے وسیع معنی مین استعمال کیا کہ سمین ماوشما سب کا داخل ہونا ممکن ہے۔ اعمال باب ۱۷ ہمہ ۲۹ مین پولوس مقدس نے اپنے تئین خدا کی نسل کہا ہے۔ رومیون باب ۸ ہمہ ۱۴ مین سب پیروان ہدایت روح کو خدا کا فرزند کہا ہے اور ۲ قرنتیون باب ۱ نمبر ۲ مین پولوس مقدس نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے ایسا ہی افسیون باب ۱ نمبر ۲ مین ہے اور عبرانیون باب ۱۲ نمبر ۱۰ مین بہت لوگون کو خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور یعقوب باب ۳ نمبر ۹ مین خدا کو اپنا باپ کہا ہے اور حنا باب ۳ نمبر ۲ مین خدا کو باپ اور اپنے تئین خدا کا فرزند کہا ہے۔ انجیل متی باب ۵ نمبر ۹ مین سب صلح کرنیوالون کو خدا کا فرزند کہا ہے باین ہمہ وسیع استعمال کے اگر حواریونکے کلام مین یا کہین عہد عتیق مین مسیح کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو اس سے مسیح کی کیا خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کا بیٹا متصور ہے۔

اس طرفہ پر طرفہ یہہ کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہین وہی لوگ مسیح کو خود خدا بھی کہتے ہین پر یہہ نہین سمجھتے کہ ایک شخص خود اپنا ہی بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔

اس عیسائیون کے ثبوت و بیان مین یہہ لوگ عجیب تقریرین پیش کرتے ہین اور مسیح کے خدا معبود خالق مالک قادر مطلق دلا تبدیل ہونیکے ثبوت مین عہد عتیق کے چند مقامات سے ہاتھہ مارتے ہین مگر واقع مین بجز ظن و تخمین و تحریف و تاویل کوئی سند نہین رکھتے۔ ہمنے اپنی کتاب تفصیل الکلام کے باب ۲۳ کو جسمین مسیح کی نسبت ان صفات کا ادعا کیا ہے اور اسپر چند مقامات بیبل کا بطور فہرست حوالہ دیا ہے، تفصیل کیا تو اسکے سبھی حوالون کو محض حیلون اور تاویلون پر مبنی پایا مگر اس مقام مین اسکی تفصیل اضعی ہے۔

جواب امر چہارم - بیان امر چہارم مین تو آپنے اس دلیری اور دریا دلی کے ساتہہ کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے کہ کوئی دقیقہ اسکے دقایق سے فروگذاشت نہین کیا جو کچہہ فرمایا ہے اسمین دہوکا دیا ہے پہر آپکی دلیل سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا - آپنے کیٹو سیکلوپیڈیا کی عبارت پر مغالطہ آمیز حواشی لگاکر اُس سے کام لیا ہے ورنہ اصل عبارت متمسکہ جناب مین تو آپکی دعاوی کا نام و نشان بہی نہین ہے بلکہ اسکا خلاف و ابطال بوجوہ ذیل پایا جاتا ہے -

(۱) اِس عبارت مین منگنی کو صرف وعدہ نکاح کہا ہے اور اسکا عنوان یہہ بتایا ہے کہ اتنی مُدّت کے بعد تو میری زوجہ ہوگی جسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اِس مدّت کے پہلے وہ زوجہ نہین ہوتی آپنے بدست آویز نکاح خط اور فاتحہ خیر معمولی مسلمانان دیار ہند اِس منگنی کو دم نقد نکاح ٹہرا دیا ہے اور اسکا یہہ مطلب قرار دیا ہے کہ تو اب ہی سے میری زوجہ ہوگئی اور یہہ نہ سوچا کہ ہوگی اور ہوگئی مین صریح فرق ہے ہمارا یہہ مغالطہ اہل عقل و انصاف کے سامنے کیونکر چل سکیگا -

(۲) اِس عبارت مین منگنی کے بعد صرف رویت زوجہ کا جواز بیان کیا ہے چنانچہ شریعت محمّدی مین بہی اُس عورت کا (جس سے کوئی نکاح کرنا چاہے) دیکہنا جایز ہے - آپ نے بدست آویز و بقیاس دستور العمل اُن عیسائیون زمانہ حال کے جو انگیجمنٹ (یعنی نسبت موکدہ) کے بعد اور شادی سے پیشتر زن منسوبہ سے مدتون بطور امتحان مباشرت کرتے ہین جواز رویت سی جواز مباشرت تراش لیا ہے - اور اسپر ثبوت نسل و جواز توالد کا بہی حاشیہ چڑہا دیا - اور یہہ لحاظ نکیا کہ جس عبارت سی ہم اِس دعوی پر استشہاد کر رہے ہین اسمین اِس مباشرت و جواز توالد و ثبوت نسب کا ذکر کہان ہے پہر اہل عقل و انصاف کے سامنی ہمارا یہہ دہوکہ کیونکر چہپا رہیگا -

(۳) اِس عبارت مین مسیح کو نسبت شدہ باکرہ سے متولّد کہا ہے آپ نے اُسکو منکوحہ موطوئہ (یعنے مباشرت کرہ شدہ) سے متولد بنا دیا اور یہہ نہ سوچا کہ مباشرت کردہ شدہ عورت کو باکرہ کب کہا جاسکتا ہے پہر ہمارا یہہ حیلہ و تصرف کیونکر مخفی رہیگا -

(۴) اس عبارت مین تو مریم کی منسوب ہونے کی حکمتون کو بیان کیا ہے جنکا حاصل یہہ ہے کہ مریم کی

یوسف کیطرف منسوب ہوکر بلا پدر بچہ جننے مین یہہ حکمتین تہین کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے منکر اور اُسکے دشمن بحسب ظاہر یوسف کو مریم کا شوہر دیکہہ کر اُسیکا بیٹا سمجہین اور بلا پدر پیدا ہونیکی حقیقت وحقانیت سے کور چشم ہونیکے سبب مسیح پر طعنہ نہ کرین - اور اسکی والدہ کو زنا کی سزا نہ دین اور حقیقت شناس مومن تو جان ہی لینگے اور مان ہی جائینگے کہ وہ بکر حاملہ ہوئی ہے اور بغیر باپ کے بچہ جنی ہے اور آپنے یہہ باتین یوسف کے تخم سے مسیح کی پیدایش کے حکمتین قرار دی ہین ؎ بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا -

الحاصل اس عبارت مین منگنی کو نکاح نہین کہا اور نہ بعد منگنی کے مباشرت کا جواز بتایا ہے اور نہ یوسف کا مریم سے ہم بستر ہونا بیان کیا ہے - بلکہ اِن سب باتون کا خلاف بیان کیا ہے اسلئے اِس عبارت مین ثبوت دعوی جناب کا کہین اثر و نشان نہین ہے - ہان آپ کے حواشی سے آپکا مطلب نکلتا ہے مگر اُن حواشی مین صداقت وحقانیت کا شائبہ بہی نہین ہے -

یہہ آپ کی متمسکہ عبارت سیکلوپیڈیا سے آپ کے مدعا کی تکذیب ہے اب ہم اصل کتاب کیٹو سیکلوپیڈیا کی طرف مراجعت کرتے ہین اور اِس سے بڑہکر تکذیب حواشی جناب اس کتاب سے نکالتے ہین -

ہمنے اِس کتاب کو بہ چشم خود دیکہا اور بزبان خود پڑہا اسمین جملہ حواشی جناب کا صریح خلاف پایا اسکی جلد سوم مطبوعہ ایڈن برگ دار السلطنت سکاٹ لنڈ کے صفحہ ۷۵ مین بعنوان میرج یعنی شادی یہہ تمہید کی ہے کہ بیان رسوم نکاح مین ضروری ہے کہ ایک زمانہ کی رسم کا دوسرے زمانہ کی رسم سے خلط ملط نہ ہو اسلئے ہم تین زمانون کی رسمین علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین - اول زمانہ قبل از موسی دوسرا زمانہ شریعت ملنے سے قید بابل تک تیسرا زمانہ جلاوطنی سے آخر تک - پہر رسوم زمانہ اول دوم کو بہ تفصیل بیان کیا جس کا بیان ہماری بحث و مقصود سے اجنبی ہے - پہر بصفحہ ۸۴ رسوم زمانہ سوم جس سے ہمکو بحث ہے بہ تفصیل ذیل بیان کیا -

اول عورت کو پسند کرنے اور اسکی نسبت یا منگنی کا دستور جب تک لڑکا لڑکی نابالغ یعنی لڑکا تیرہ سال کا اور لڑکی بارہ سال کی ہوتی اُنکی منگنی کا اختیار والدین کو ہوتا اور بعد بلوغ خود انکو اختیار ہوتا

ہیکل کا جلسہ اُسکا عمدہ موقع سمجہا جاتا - **مشنہ** (کتاب حدیث یہود کا نام ہے) اس موقع پر یروشلم کی جوان لڑکیان سفید لباس مستعار لیکر پہنتین اور انگورون کے باغون میں سے گاتی اور رقص کرتی ہوئی گزرتیں اور کہتیں کہ اے جوان آدمی اپنی آنکھ اُٹہا اور دیکہہ کس کو پسند کرتا ہی اور اپنی آنکھ ظاہری خوبصورتی پر نہ لگا بلکہ صالح خاندان کو دیکھ × × × × پس جو عورت کسیکو خوش آتی اُسے پسند کرتا اور وہ یا اُسکا باپ لڑکی کے باپ کو اِس امر سے اطلاع دیتا تب وہ قانوناً باہم منسوب ہوتے اور اس نسبت کی شہرت کے لئے لڑکی کے گہر میں ضیافت کی جاتی (**جیوموتھہ و قدوشین** فلان فلان کتاب یہود)

اب وہ عورت میڈ سیکرڈ Mad Sacerd یعنی دولہ کے لئے مخصوص اور مس غیر سے مبرا و محفوظ کہلاتی - اِس منگنی کی لیگل Lagal یعنی شرعی یا قانونی† ہونیکے لئے تین طرق مفصلہ ذیل سے ایک طریق عملمین آتا - **ایک** یہ کہ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی کو اور اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا - **دوم** خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُسکے باپ کو مرد دیتا - **سوم** مرد عورت دو گواہون کے سامنے Betro Thel بٹروتہل یعنی نسبت کا کلمہ کہکر خلوت

---

† یعنی ان طرق کے عملین لانیسے پہر وہ شرعاً اسکی منسوبہ ہو جاتی اور وہ منگنی شرعی ہو جاتی - پہر منجملہ ان تین طرق کے طریق سوم کو بیحیائی قرار دینا اور اسکے ارتکاب پر تعزیر لگانا صاف بتاتا ہے کہ یہ امر انکی شریعت مین جایز نہ تہا اگر اس سے منگنی کا ثبوت ہو جاتا - اسکی **نظیر** اسلامی احکام مین یہ ہی کہ اگر کوئی کسیکی قیمتی چیز بلا اجازت چوری یا غصب سے تصرف مین لاوی تو اگرچہ یہ فعل اسکا شرعاً ناجایز ہے مگر اس فعل سے عوض و تاوان دلانیکا حکم ثابت ہو جاتا ہے وہ چیز بصورت نقصان و تغیر اسیکو دیجاتی ہے اور اسکی قیمت اس سے لی جاتی ہے ؛

جناب مخاطب نے یا جس نے یہ مضمون سیکلوپیڈیا سے آپ کو منتخب کر دیا ہے اس بات کو نہین سمجہا - سیکلوپیڈیا کے اِس فقرہ سے کہ ان طرق ثلثہ سے یہ منگنی شرعی ہو جاتی جواز مباشرت نکال لیا - اور یہ غور نہ کیا کہ اگر یہ طریق شرعاً جایز ہوتا تو اس کو بے حیائی کیون کہا جاتا اور اس کا مرتکب مستوجب تعزیر کیون ہوتا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

میں چلی جاتی مگر اس امر کو بے حیائی خیال کیا جاتا اور اسپر کوڑی لگائی جاتی (قدوشین ۱۴ باب) اور نسبت کیوقت یہ کلمہ سُنایا جاتا کہ دیکہہ تو شریعت موسی اور بنی اسرائیل کے مطابق فُلانے شخص کے لئے بٹروتہڈ Betrothed یعنی منسوب کی جاتی - اگرچہ منگنی ابتداء نکاح ہے اور بلا طاق جدائی نہ ہونے مین مثل نکاح ہے تو بھی ایکچوئل Actual یعنی واقعی نکاح کے لئے بکر کو بارہ مہینے کی اور بیوہ کو ایک مہینہ کی تیاری کے لئے مہلت دی جاتی (کہتو بوتہہ ۵۷ الف)

منسوب اور منسوبہ کی ملاقات بحالت نسبت دستور مختلف شہرون کے مطابق ہوتی (مشنہ کتھوبوتھ ۲) جب یہ منگنی پیچہے کر رسم شادی سے ملکر بہت پختہ و سنجیدہ ہو جاتی تو اسکو ہمارے محاورہ مین انگیجمنٹ† یعنی عہد و پیمان شادی کھا جاتا × × × ×

مضمون معاہدہ منگنی - الف اپنی باپ ب کی رضامندی سے د لڑکی ث کو بذریعہ‡ نکاح اور منگنی کے قبول کرنیکا انگیج Engage یعنی عہد کرتا ہے بمطابق شرع موسی اور بنی اسرائیل کے اسکے بعد ایک کو دوسرے سے کوئی امر از قسم مال و اسباب مخفی نہ رکھنا چاہئے بلکہ جایداد پر مساوی اختیار ہوگا اور دولہ کا باپ اپنی لڑکے کو عمدہ لباس پہناویگا اور اتنا روپیہ نقد دیگا اور دولہن کا باپ اپنی لڑکی کو جہیز اور زیور اتنی مالیت کا اور اثاث البیت دیگا اور دولہ کو جہالردار پوشاک جو نماز کے وقت پہنی جاتی ہے دیگا - اور نکاح انشاء اللہ تعالی فلان تاریخ فلان مقام مین دولہن کے باپ کی لاگت سے ہوگا *

اسی قسم کے اور عہد و اقرار فریقین کرتے اور فریقین سے لوگ اسمین ضامن و کفیل ہو جاتے × × ×

دوم شادی کیواسطے (مشنہ) مین پوری عمر اٹہارہ برس ہے × × × شادی کا دن ابتداء مین بکر کے لئے بدہ کا روز مقرر تھا اور بیوہ کے لئے جمعہ کا دن - شادی کی دعوت دولہ کے

† اگرچہ بعض انگریزون مین انگیجمنٹ کے بعد مباشرت کا معمول و رواج ہے مگر یہودیون مین یہ امر جایز نہ تہا دیکہو اوپر کی سطرین -

‡ یعنی بذریعہ منگنی کے بالفعل اور بذریعہ نکاح کے آیندہ جب نکاح کریگا *

گہر شام کے وقت ہوتی - اُسدن دولہ دولہن روزہ رکہتے اور اپنے گناہون کا اقرار کرتے اور
انکی تقصیرات معاف ہوتین - دولہن اگر باکرہ ہوتی کہلے بال اور مرد کا ہار اپنے گلے مین پہنتی اور
باجے اور گانے اور رقص کے ساتہ دولہ کے گہر لائی جاتی - اپنے رشتہ دارون اور دوستون کے
ساتہ جو مُرد کا ہار پہنے ہوئی ہوتی اور کہجور کی چہڑیان ہاتہ مین لئے ہوے جس راستہ سے برات گزرتی
بنی اسرائیل مرحبا کرتے × × × × دولہ کے گہر پہنچتین تو دولہ دولہن کو ہاتہہ سے پکڑ کر
ڈیوہڑی مین لیجاتا - اُسوقت نکاحنامہ جسکا ذکر **توبہ** کی کتاب مین ہے لکہا جاتا - اسمین اقرار
ہوتا کہ بکر کے واسطے دو سو اور بیوہ کیواسطے ایک سو دینار مقرر ہے خواہ فریقین غریب ہون خواہ
تونگر - اگرچہ بعد اسکے کسی خاص عہد کے روسے زیادہ کیا جاسکتا ہے - اِس وثیقہ کے لکہے جانیکے
پہلے نکاح نہین ہونا چاہیئے - انقلاب زمانہ سے اس **وثیقہ کے الفاظون** مین مختلف
تغیر ہوگئے ہین جو **طالمود** مین بیان ہے سو یہہ ہے - چوتھے دن ہفتہ کے دن تاریخ فلان
ماہ فلان سنہ فلان پیدایش دُنیا سے الف بیٹے ب نے س بیٹی ا ی سے کہا تو بموجب شرع
موسیٰ اور بنی اسرائیل کے میری زوجہ ہو اور مین تیرے لئے کسب کرونگا تیری عزت کرونگا
تیری پرورش کرونگا اور یہودی خاندان کے دستور کے موافق تیری حاجت روائی کرونگا جو اپنی
بی بیون کے لئے کسب کرتے ہین اور اُنکی عزت اور پرورش کرتے ہین اور دیانت داری سے اُنکی ضروریات
مہیا کرتے ہیں اور نیز مین تجہے تیری بکارت کے سبب دو سو سویس ۲۰۰ چاندی دیتا ہون - جو کہ شرعاً تیری
ملک ہو اور تیری خوراک تیرا لباس اور جو کچہہ تیرے گذارہ کے موافق ہو دونگا - اور مین تیرے پاس
آونگا جیسے کہ ساری دُنیا مین دستور ہے - اور اس عورت نے منظور کرلیا اور اسکی زوجہ ہوگئی - پہر
اسی قسم کے قول و قرار انمین ہوتے پہر ربی (عالم یہود) سات بار مبارکباد پڑہتا اور سب لوگ مبارک کہتے
یہ **عبارت** کیٹوسیکلوپیڈیا کا خلاصہ **ترجمہ** ہے جس سے بعض رسوم و حالات منگنی و نکاح کو بنظر اختصار
چہوڑ دیا گیا ہے - اسمین ان الفاظ کو (جنسے مخاطب یا اُنکے اُستاذ محرر مضمون نے منگنی کو نکاح سمجہہ لیا ہے)
بعینہا انگریزی اور فارسی حروف مین نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین اُن الفاظ میں غور کرین اور داد حق دین

اسی غرض سے عبارت آیندہ مین جو الفاظ محل بحث و اختلاف ہیں انکو بعینہا انگریزی و فارسی حروف مین لکہا جائیگا۔ اس عبارت میں بہت سے امور و رسوم میں منگنی و نکاح کا تفارق و تبائن بیان کیا ہے۔ مگر از انجملہ جنسے منگنی و نکاح مین نوعی تفارق و تبائن ثابت ہوتا ہی دو امر بیان کئے ہین

اول یہ کہ منگنی مین صرف عہد و وعدہ نکاح ہوتا کہ فلان مہینے و فلاں تاریخ کرینگے۔ اور اسدن منسوب و منسوبہ باہم زوجہ ہونگے اور نکاح میں دم نقد ایجاب و قبول ہوجاتا اور ازدواج بالفعل وقوع مین آتا اور اس وعدہ کا ایفا ہوتا۔ یہ امر عبارت متمسکہ جناب میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ بصفحہ (۴۷) اسپر متنبہ کیا گیا ہے

امر دوم یہ کہ منگنی کے بعد منسوبین کو صرف باہمی رویت یا بدون خلوت ملاقات کا اختیار و جواز ہوجاتا خلوت یا مباشرت کا جواز نہ ہوتا بلکہ اسکا مرتکب کوڑون سے پیٹا جاتا اور نکاح کے بعد خلوت و مباشرت کا جواز ہوجاتا بلکہ یہی امر اسکی غایتہ و مقصود اصلی تھا۔ ان دونون امر مین منگنی اور نکاح کا متبائن و جدا ہونا صاف یقین دلاتا ہی کہ یہودی شریعت میں منگنی نکاح نہیں ہے اور اسکو فاتحہ خیر یا نکاح خط سے (جسمین دم نقد ایجاب و قبول پایا جاتا ہے) کچہہ مناسبتہ و مشابہتہ نہین ہے۔ بلکہ وہ اس منگنی کے مشابہتہ ہی جو ہندؤن مین اور اُن کی پیروی سے بعض مسلمانون مین معمول و مروج ہے کہ لڑکی والہ لڑکے مونھ مین خرما وغیرہ شیرینی دیدیتا ہے یا حجام کے معرفت لڑکے کے گھر مین روپیہ نقد بہیجوا دیتا ہے اور لڑکے والہ لڑکی کے لئے کپڑون کا جوڑہ یا زیور یا قند بہجوا دیتا ہے اور فریقین سے کوئی لفظ لڑکی لینے دینے یا نکاح کرنے کرانے کا زبان پر نہین لایا جاتا۔

یہ عام یہودی کی رسوم و احکام منگنی کے بابت سیکلوپیڈیا کا بیان ہے جس سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ یہودی شریعت مین منگنی عین نکاح ہے اور منگنی کے بعد مباشرت جایز ہوجاتی ہے اور ان باتون مین سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے محض کذب و صاف مغالطہ ہی۔ اب سیکلوپیڈیا سے آپ کا وہ کذب و مغالطہ ثابت کیا جاتا ہے جو خاص حضرت مریم و یوسف کی حالات منگنی و پیدایش مسیح کے باب مین سرزد ہوا ہے اور اسمین آپنے سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے۔ اُسی جلد سیکلوپیڈیا کے صفحہ ۹۲ مین ہے۔

مریم باکرہ

مسیح کے باب مین بڑی دو پیشین گوئیان پوری ہونیوالی تہین ایک یہ کہ وہ نرالی طور پر عورت کے تخم سے پیدا ہو۔ دوسری یہ کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو۔ پہلے امر کے ثبوت مین مولف نی کئی کتابون کا حوالہ دیا ہے پہر کہا ہے کہ اس امر نے بذریعہ فرشتے جبرئیل کے باکرہ مریم سے تکمیل پائی۔ دوسرے امر کا کافی ثبوت نہین دیا اور کہا کہ مریم کا خاندان داؤد سے ہونا بیبل سے ثابت نہین علما کے قیاسات اور خارجی روایات سے ثابت ہی اور کہا کہ مسیح کو یوسف کی اولاد سے کہنا اور اسکے ذریعہ سے مسیح کو داؤد کی اولاد قرار دینا حکایت پیدایش معجزہ کو باطل کرتا ہے اور اس سے دین عیسوی الٹ جاتا ہے۔ مولف کی اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کا اعتقاد و ادعا یہی ہے کہ مسیح صرف تخم مریم سے پیدا ہوا ہے اسمین تخم یوسف کا دخل نہین ہے۔ گو مسیح کا ابن داؤد ہونا اس سے بدلیل قوی ثابت نہین ہو سکا اور بصفحہ ۹۳ اس کتاب کے کہا ہے کہ زمانہ منگنی مین حضرت مریم حسب رواج یہود کے اپنی مان باپ کے گھر رہتی اور اسکو انٹنڈڈ ہزبینڈ[1] یعنی اپنی تجویز شدہ یا منسوب شدہ خاوند سے بلا وساطت یا شراکت تیسرے شخص کے کومیونیکیشن[2] یعنی بات چیت لگاؤ میل نہ ہوتا۔ اس منگنی کا اثر و فایدہ اظہار اعلیٰ درجہ اُن کی تقدس بکارت کا تھا کیونکہ موسوی شریعت کی بموجب درصورت دور ہونے عصمت زن منسوبہ کے دونون (یعنی زن و زانیہ) کو سنگسار کیا جاتا۔ اور اسی جرم سے درصورت نامنسوب ہونے عورت کے مرد کو خفیف سزا دی جاتی اور عورت کی شادی کر دی جاتی۔

مسیح کے بجائے باکرہ مجردہ کے باکرہ منسوبہ سے پیدا ہونے مین حکمت الہی کے بیان مین کئی راہین عمدہ اور زیبا بات یہ ہی کہ والدہ مسیح کی باکرہ ہونے پر کوئی گواہ ہو اور اسکا کوئی پروٹکٹر[3] یعنے محافظ ہو اور مسیح کا فاسٹر فادر[4] یعنی مونہہ بولا باپ یا پرورش کنندہ باپ ہو اور وہ ایسا شخص ہو کہ تخت داؤد کا وارث ہو تا کہ اپنی اڈپٹڈسن[5] یعنی متبنّی بیٹے کو حقوق اس رتبہ کے دی اور وہ تمام شخصون مین سے اور دعویدار کے دعوے کو روکنے کا مستحق ہو۔ اور ارجن اور اگنیشیس کے خیال مین اسکی حکمت

[1] Intended husbend. [2] Communication.

یہ ہی کہ شیطان پر مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مگر زیادہ سیدہا اور عادی وہی بیان اول ہے
یہ مضمون سیکلوپیڈیا کا خاص حضرت مریم اور یوسف اور مسیح کے متعلق (جو باختصار بیان ہوا)
امور ذیل پر نص صریح اور تصریح قطعی ہے (۱) حضرت مریم اور یوسف منگنی کے زمانہ مین ہم بستر
تو کیا بلا وساطت تیسرے شخص کے ہم مجلس و ملاقی بہی نہ ہوئے (۲) پیدایش مسیح دُنیا سے نرالی
صرف تخم مریم سے ہوئی ہے (۳) یوسف سے مریم کی منگنی اسلئے ہوئی ہے کہ یوسف اس بات
کی شہادت دے کہ مریم بکر حاملہ ہوئی ہے پیدائش مسیح کے پہلے اُس نے اس سے صحبت نہین کی
(۴) یوسف مسیح کا مونھ بولا یا پرورش کنندہ باپ تھا حقیقی باپ نہ تہا (۵) مسیح اسکا متبنّی بیٹا
تھا نہ حقیقی و صلبی بیٹا (۶) یہ حکمتین جو بیان ہوئی ہین یہ مریم کے منسوب ہونیکی حکمتین ہین نہ مسیح
کے تخم یوسف سے پیدا ہونے کی حکمتین۔ **اس سے صاف ثابت** ہوا ہے کہ جو آپنے بدست آویز
کیٹو سیکلوپیڈیا کے یوسف نجار کا بحالت منگنی مریم سے ہمبستر ہونا اور اُس سے مریم کا حاملہ ہونا
اور مسیح کا متولد ہونا تجویز کیا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جسکا اس کتاب مین کہین نام و نشان
نہین ہے اور جو **آپنے** اس کتاب سے پیدایش مسیح کی حکمتون کا بیان و اظہار کیا ہے وہ بہی شُتر
و گربہ سے خالی نہین ہے۔ سابقاً بصفحہ ۴۷ ہمنے بطور تنزل اس نقل و بیان کو مانکر اسکا مطلب
آپ کے قول کا مکذب بیان کیا تہا۔ اب بنقل اصل عبارت سیکلوپیڈیا یہ بتا دیا کہ حکمت اول
و دوم آپکی حکمت عملی کا نتیجہ ہی اس کتاب مین اسکا ذکر ہی نہین ہے ✣

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مخاطب نے اصل کتاب سیکلوپیڈیا سے ان عبارات کو نقل نہین کیا اور نہ
اس کتاب کو کبہی آنکھ سے دیکہا ہے کسی حواری کے (جن سے ہم خوب واقف ہین) بیان و تقلید
پر اعتماد کر کے جو کچہہ اُنہون نے بتایا یا لکھ بہیجا اسیکو بلا تحقیق درج تفسیر کر دیا اور اپنی فراخ
نظری و راست بیانی کو خوب ظاہر کر دکھایا یہ **پردہ دری** علم و معلومات جناب اس طعن
بہتان کی سزا ہے جو مریم عفیفہ صدیقہ پر آپ نے جمایا ہے اور انکو یوسف نجار کا فراش ٹھرایا
بعض اکابر نے کیا اچہا کہا ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✣ میلش اندر طعنۂ پاکان کند ✣

یہہ جو کیٹو سیکلوپیڈیا میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے خلوت اور صحبت کو ناجایز بتایا ہے ایسا ہی کتب یہود مین موجود ہے اور اُسی پر اِسوقت کے یہود کا عمل ہے۔ ہم نے اصل کتب یہود اور علماء یہود کیطرف رجوع کیا تو اُن کو سیکلوپیڈیا کے بیان کا مصدق پایا اور یہی مضمون اور کتب عیسائیون مین دیکہا۔

یہودیون کی کتاب نماز مین ہی مبارک ہی تو اللہ بادشاہ عالم کا جو ہم لوگون کو مقدّس کیا اپنے فرمانون میں اور ہمکو بتادین جو عورتین کہ حرام ہیں اور حرام کیں ہمارے لئے عورتین منگنی والیاں اور حلال کیں ہمارے لئے عورتیں بیاہ والیاں خاص نکاحوں کے ذریعہ سے۔ مبارک تو اے خُدا کہ مقدس کیا قوم بنی اسرائیل کو بذریعہ نکاح پاک کے ✣

اس مضمون کی اصل عبارت عبرانی یہ ہے

בָּרוּךְ אַתָּה ר׳ אֹלֶה מֶלֶךְ הָעוֹלָם אֲשֶׁר קִדְּשָׁנוּ
בְּמִצְוֹתָיו וְצִוָּנוּ עַל הָעֲרָיוֹת וְאָסַר לָנוּ אֶת
הָאֲרוּסוֹת וְהִתִּיר לָנוּ אֶת הַנְּשׂוּאוֹת לָנוּ
עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין · בָּרוּךְ אַתָּה ר׳ מְקַדֵּשׁ
עַמּוֹ יִשְׂרָאֵל עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין :

(اسکی تحریر فارسی حروف میں بطور رومن یہ ہی)

بَارُوخ اَتَّاہ اَدُونَائی مِیلِخ ھَاعُولَام اِشْر قِدِّشَانُو بِمِصْوُتَاوْ وَصِوَّانُو عَل ہَعَرِیُوث
وِاِسْرلَانُو اِث ہَارُو سُوث وہِتِّیرلَانُو ہَنِّسُو اُوث لَانُو عَل یَدِی حُوپَّا بِقِدُّوشِین
بَارُوخ اَتَّاہ اَدُونَائی مِیقِدِّش عَمُّو بِسْرَئِیل عَل یَدِی حُوپَّا بِقِدُّوشِین ✣

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منسوبہ عورت سے قبل نکاح مباشرت سخت حرام ہی حتی کہ اسکا ذکر یہودیوں کی ادعیہ نماز روزانہ میں داخل ہے ✣

اندنوں لاہور میں ایک جنٹلمین یہودی کا نکاح ہوا تو اسمیں اسی رسم وحکم پر عمل ہوا۔ منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے منسوب اور منسوبہ یکجا ہونے نہ پائے۔ دونوں کے پاس پہرے متعیّن رہے جب دور دور (کلکتہ وغیرہ) سے دس نفر یہود کو بلا کر مجمع کیا گیا اور ان کے رِبّی (عالم یا ملّاجی) نے نکاح پڑہا تب اُن کو اختلاط حلال ہوا۔ اسی عالم یہودی سے ہم نے یہ امر زبانی دریافت کیا تو اُس نے یہ جواب دیا کہ منگنی سے پیچھے اور نکاح سے پہلے عورت منسوبہ سی خلوت وصحبت یہودی شریعت مین ایسی حرام ہے کہ اگر اس سے اولاد ہو تو وہ اولاد حرام شمار کی جاتی ہے اور وہ عبادت گاہ میں آنے اور شامل ہونے نہیں پاتے ؛

عیسائی علماء کا بہی اِس مسئلہ کی نسبت یہی خیال ومقال ہے چنانچہ ریورنڈ کلارک نے تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کو جو حالت منگنی میں ہے یوسف کی جورو بتلاتا ہے یہان سے ظاہر ہے کہ جورو کا لقب منگنی کیحالت میں عورت پر جایز ہی مگر بعض بدکاروں کے دستورات پر حالت منگنی میں ہمبستر ہونا حرام کاری ہے اگرچہ مجازاً جورو ہے پر یقیناً جب ہوگی جب نکاح ہو جائیگا ؛

اِن شہادات وبیانات سے صاف ثابت ہوا کہ جو کچہہ اپنے ثبوت امر چہارم مین کہا ہی کذب ومغالطہ ہے نہ عام یہودیون میں منگنی کو نکاح سمجہہ کر صرف منگنی کے بعد عورت سی ہمبستر ہونا جائز سمجہا جاتا اور نہ خاص حضرت مریم ویوسف کو منگنی کے بعد ہمبستری کا اتفاق ہو کر یوسف سی مسیح کا حمل ہوا۔ بلکہ یہ حمل (چنانچہ انجیل متی مین ہے) یوسف ومریم کے ہمبستر ہونیسے پہلے پایا گیا۔ اور جو آپ نے اِس آیۃ انجیل متی کے جواب مین کہا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حمل ہو جانے کے سبب یوسف نی مریم کو چہوڑنے کا ارادہ کیا ہوگا اِس جواب میں آپ نے مردانگی سے کام نہیں لیا مردانگی یہ تھی کہ اِس آیۃ کے اِس فقرہ متنازعہ فیہا کو (جسمین ہمبستر ہونیسے پہلی حاملہ ہونا بیان کیا گیا ہے) نقل کرتے اور اسکا جواب دیتے۔ یہ کیا مردانگی اور بہادری ہے کہ اصل متنازعہ فیہ امر جس سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے تعرض نہین کیا

اور اِدہر اُدہر کی باتون کا اناپ شناپ جواب دیدیا اور لوگون کو یہ جتایا کہ ہمنے مسیح کا باپ سی پیدا ہونا انجیل سے ثابت کیا ہے اور جس آیۃ انجیل سے لوگ بغیر باپ پیدا ہونا نکالتے ہیں اسکا بخوبی جواب دیدیا ہے یہ دلیریان اسی خیال پر ہیں کہ ہماری اُمتہ میں ہماری باتوں پر بے دیکھے بن سمجھی ایمان لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ امر ذہن نشین جناب نہیں ہوا کہ ہماری کلام کو کوئی ہمارا مخالف دیکھیگا تو وہ اُسپر بجز ہنس دینے کے کیا کریگا +

بالجملہ جو کچہہ آپنے امور اربعہ کے ثبوت میں کہا ہے اسمیں جو صحیح ہے وہ آپ کی ثبوت دعوی میں صریح نہیں اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں یعنی جو آپنے امر اوّل کے ثبوت مین کہا ہے کہ (بشہادت انجیل) مسیح داؤد اور یوسف کا بیٹا ہے یہ امر صحیح ہے مگر اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹا ہے باقی جو کچہہ آپنے امور ثلثہ کے ثبوت مین کہا ہے اسمیں ایک لفظ صحیح نہیں جو کچہہ کہا ہے صریح کذب و صاف مغالطہ ہی۔ اسپر اگر آپ کو کچہہ غیرت آوی یا حمیت جوش ماری تو اس آیۃ انجیل متی کا (کہ مریم قبل ہمبستر ہونے کے حاملہ پائی گئی) جواب دیکر صراحۃً مسیح کا داؤد اور یوسف کا صلبی اور نسبی بیٹا ہونا ثابت کردین اور کسی یہودی یا عیسائی کی کتاب معتبر سے ان باتون کا صحیح طور پر ثبوت دین کہ (۱) یہودی شریعت میں منگنی کے پیچہے اور نکاح سے پہلے مرد عورت کا ہمبستر ہونا جائز تھا۔ اور (۲) یوسف مریم کے گہر جاکر اس سے خلوت کیا کرتا۔ اور (۳) مریم کو اسی سے حمل ہوا تہا یہ نہ ہوسکے تو جو کچہہ آپ نی لکہا ہے اسکو اپنے ہاتہہ سی چاک کرکے دریا برد کریں اور مریم عفیفہ صدیقہ پر تہمت جماع سے باز آوین +

بحث نقلی انجیل کا دوسرا جواب جو اسلامی اصول و مسلمات پر مبنی ہے

چونکہ قرآنی شہادت سی جسکا بیان عنقریب آتا ہے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہی کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا اسلئے جو کچہہ پیدائش مسیح کی نسبت انجیل متے و لوک مین وارد ہے کہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی اور بلا مس بشر بچہ جنی" وہ صحیح و درست ہی اور جو اسکے برخلاف انجیل یا اور کتب عیسائیون میں کہ وہ یوسف یا داؤد کا بیٹا ہے اور ان کی پشت یا تخم یا نسل سے پیدا ہوا ہے اسکی تاویل واجب

ہے اور جو امر تاویل پذیر نہ ہو اسکو یقینا کذب شمار کرنا لازم ہے چنانچہ بہ نسبت جملہ اکاذیب یہود و نصاری کے مسلمانون کا بھی اصول و اعتقاد ہے اس اجمال کی مفصل اور اس بیان کی مصدق بحث نقلی از قرآن ہے جو شروع کی جاتی ہے باللہ التوفیق ٭

بحث نقلی از قرآن

زمانہ نزول قرآن میں حضرت مسیح کی نسبت دو† مختلف دعوی کئے جاتے تھے عیسائیون کا دعوی یہ تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ یعنے تیسرے خدا اور کمیٹی خدائی کے تیسرے ممبر۔ اور یہودیوں کا دعوی یہ تہا کہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہیں اور جس باپ کیطرف وہ منسوب تھی اسکے تخم سے نہ تھے دوسرے شخص کے تخم سے (جسکا نام جناب مخاطب نے پنٹرا ٹالی بتایا ہے) اور ان دونوں دعاوی کا منشاء و مبنی یہی امر تھا کہ وہ بلا باپ متولد مانے اور سمجھے جاتے اور یوسف نجار کے (جو اُن کا فاسٹر فادر یعنی مونہہ بولا باپ تہا) نطفہ سے متولد خیال نہ کئے جاتے اسی امر نے عیسائیون کو تو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں انکا کوئی انسان باپ نہین ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ خدا کو باپ مانا جاوے یا انکو خود خدا بلباس بشر کہا جاوے کیونکر ممکن ہے اور اسی امر نے یہودیون کو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت مین بزعم عیسائیون کے یوسف انکا حقیقی باپ نہین ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی اور انسان سے ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہون کیونکر متصور ہے۔ بالجملہ انکی نسبت بلا باپ پیدا ہونیکے اعتقاد و ادعاء نے ان دونون فریق کو اس اختلاف مین ڈالا ٭

---

† اس امر کا جناب مخاطب کو بہی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۰ مین آپ نے کہا ہے جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تہے ایک فرقہ نہائیت نالایقی اور بدی سے یہ کہتا تہا کہ حضرت مسیح بطور ناجایز مولود کے پیدا ہوئے ہین دوسرا فرقہ یہ کہتا تہا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین ٭

اور قرآن مجید کی نسبت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہہ قرآن بنی اسرائیل کے اکثر اختلافی

ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (نمل ۶۶)

امور میں فیصلہ کرتا ہے یعنی اکثر اختلافات یہود و نصاری میں فیصلہ کرنا قرآن کا ایک فرض ہے،

بناء علیہ ہمکو یہ غور کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید نے اس مقدمہ مین دست اندازی و تعرض کیا یا نہین؟ اور کیا تو کیا فیصلہ کیا؟ اُنکے دعاوی کے نسبت کیا تجویز کیا؟ اور انکی منشاء و مبنی دعوی کی نسبت کہا گیا؟ قرآن شریف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے اِس مقدمہ کے فیصلہ سے تعرض کیا ان دونون† فریق کے خیالات و دعاوی کو باطل کیا اور صاف فرما دیا کہ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہین وہ بہی گمراہی و غلطی پر ہین اور جو ناجایز مولود کہتے ہین وہ بہی گمراہ ہین اور قول فیصل و امر حق اِسباب میں یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے ہین اور وہ خدا کی ایسے مخلوق ہین جیسے آدم و زمین و آسمان وغیرہ مخلوقات ہین۔

اور ان کے دعاوی کے منشاء و مبنی (یعنی مسیح کے بلا باپ پیدا ہونے) سے بھی تعرض کیا۔ اِس منشاء کے وجود کو تو رد نہین کیا بلکہ مسلم رکہا مگر اسکے لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین اس سے نکالتے ہین رد کر دیا اور یہ بتا دیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیسے نہ انکا خدا یا فرزند خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مولود ناجایز ہونا +

دعوی یہود کا رد و ابطال بایں الفاظ فرمایا ہے کہ ہمنے یہودیوں کو اُنکے کفر کرنے

وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما

اور مریم پر بھتان باندہنے کے سبب پہٹکارا۔

اور دعوی عیسایون کا ابطال بہت تفصیل سے کئی مواضع قرآن میں فرمایا ہے۔

† اس فیصلہ کا مخاطب کو بہی اعتراف ہی چنانچہ تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۰ مین عبارت سابق کے متصل فرمایا ہے قرآن مجید نے ان دونون فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور پاک ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اِس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین جہٹلا دیا اور بتلا دیا کہ وہ مثل اور انسانون کے خدا کے بندی ہین۔

سورۂ نساء مین ارشاد ہے ای اہلکتاب دین مین زیادتی نہ کرو اور خدا پر بجز حق کچھہ نہ کہو مسیح

یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا
علی الله الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم
رسول الله وکلمته القٰها الی مریم وروح
منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة
انتهوا خیرا لکم انما الله اله واحد
سبحٰنه ان یکون له ولد له ما فی السموٰت
وما فی الارض وکفی بالله وکیلا۔
لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا لله ولا
الملئکة المقربون ومن یستنکف عن عبادته
ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعا فاما
الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت فیوفیهم اجورهم
ویزیدهم من فضله واما الذین استنکفوا
واستکبروا فیعذبهم عذابا الیما

عیسی بن مریم تو صرف رسول ہے اور خدا
کے حکم سے پیدا ہوا جو مریم کیطرف اُس نے بہیجا
اور اسکی طرف سے وہ روح ہے پس تم خدا اور رسولون
پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو تثلیث سے باز آؤ
اور خیر (یعنی توحید) کا قصد کرو اللہ تو ایک ہی ہے
وہ اس سے (بہی) پاک ہے کہ اسکا کوئی بیٹا
ہو آسمان و زمین میں جو کچھہ ہے وہ خدا کی ملک و خلق
ہے اور خدا سب کے لئے کافی کارساز ہے۔
مسیح کو خود خدا کے بندہ ہونیسے انکار نہیں ہے
اور نہ اسکے فرشتون کو۔ جو اسکی عبادت سے انکاری
ہو اور تکبر کرے ان سب کو اکٹھا کرے گا پہر
مومنین نیک عمل کو جزا عمل دیگا اور منکرون
کو عذاب کریگا ✤

اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ مسیح صرف رسول ہے اور اسکی ماں بڑی راست باز وہ

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله
الرسل وامه صدیقة کان یاکلن الطعام انظر کیف
نبین لهم الایٰت ثم انظر انی یوفکون (مائدہ ۱۶)
انی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة (انعام ۱۳)

دونوں کہانا کہاتے تھے دیکھہ ہم اُن کے لئے
کیسی نشانیاں بیان کرتے ہین پہر دیکھہ وہ کیسے
حق سے پہری جاتے ہیں اور سورۂ انعام میں
فرمایا ہے خدا کے لئے بیٹا کیونکر ہوگا اسکی بیوی تو ہے

✤ یعنی بیت الخلاء جایا کرتے پہر مسیح کیونکر خدا ہوئے اس آیۃ مین بطور کنایہ اسی امر کا بیان مقصود ہے چنانچہ
ایک نامی انگریز نے اس امر کو مانا ہے اور اس سے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا۔

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جنکی بیان مین طول ہوتا ہے ٭

اور وجود منشاء و مبنی دعوی فریقین (یعنی مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا) مسلم رکہنا اس طور پر ہوا ہے کہ قرآن میں اس سے انکار کیا اور یہ کہین نہین فرمایا کہ مسیح بلا باپ پیدا نہین ہوا یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے بلکہ حالات پیدائش مسیح کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ انکے ظاہر معنی سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سورہ مریم میں ارشاد ہے۔ مریم کا حال کتاب مین سنا دے جب وہ گہر والون سے

واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اهلها مکانا شرقیا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاهب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلاما ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک هو علی هین ولنجعله آیة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا فحملته فانتبذت به مکانا قصیا۔ فاجاءه المخاض الی جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا فناداها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وهزی الیک بجذع النخلة تسقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا

ایک مشرقی مکان مین کنارہ ہوی پس بنا لیا انسے پردہ پس ہمنے اسکی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو بہیجا جو اسکو پورا انسان ہو کر نمایان ہوا۔ وہ بولی مین تجہسے خدا کی پناہ مانگتی ہون اگر تجہے خدا کا خوف ہی وہ بولا مین تو خدا کا بہیجا ہوا (فرشتہ) ہون تجہے ایک پاک لڑکا دینے آیا ہون وہ بولی میری کیونکر ہونگا مجہے بشر (یعنی خاوند) نہین چہوا اور نہ مین بدکار ہون وہ بولا خدا کی شان یا قدرت ایسی ہی ہے۔ خدا نے فرمایا ہی یہ امر مجہہ پر آسان ہی اور مین اسکو لوگون کے لئے نشانی (قدرت) اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہون اور یہ کام ہوا ہوا یا ہے تب (یعنی اس کہنے کے متصل ہے) وہ حاملہ ہوئی اور اس حملسے وہ دور مکان کنارہ ہوئی۔ پس اسکو دردزہ نے ایک درخت خرما (خشک) کے تنہ مین پہنچایا اور اس نے یہ کہا کاش مین اس سے پہلے مر جاتی

فاتت به قومها تحمله ط قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً یا اخت هارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیاً فاشارت الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیاً قال انی عبد اللہ اٰتنی الکتب وجعلنی نبیاً الخ (مریم ۴۶)

اور یہولی سبری ہوتی اسکے گود لی جاتی ہے جبریل یا مسیح نے پکارا تو غم نہ کر تیرے نیچے (کے جناب خدا نے نہر (جاری) کردی ہے تو اس تنے کو ہلا یہ تازہ کھجوریں تجھ پر گرائیگا (یعنی کھا اور وہ پانی) پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی شہر کو دیکھے تو (اشارہ سے) کہدے کہ میں نے خدا کی نذر مانی ہے آج میں انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو قوم کے پاس اُٹھا لائی۔ لوگ بولے اے مریم (یہ) تو بہتان باندھ لائی اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (یعنی پھر تو یہ بچہ زید کیونکر لائی) اُسنے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا وہ بولے ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گہوارہ میں لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود ہی بول اُٹھا میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا الخ۔

یہ ظاہر الفاظ قرآن کا ترجمہ ہے جسمیں کسیکو جائے خلاف و کلام نہیں ہے مگر از انجملہ چار باتوں میں مخاطب کو علماء اسلام کے برخلاف کلام ہے اسلئے اُن باتوں کو قبل نقل کلام مخاطب میں دلل کرنا مناسب سمجھا گیا ہے **اول** یہ کہ حمل اس کہنے کا متصل ہی ہوا **دوم** یہ کہ مسیح کے پیدا ہوتے ہی مریم اسکو قوم کے پاس اٹھا لائی۔ **سوم** یہ کہ یہودیوں نے اُسیوقت ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ **چہارم** یہ کہ اُسیوقت مسیح نے اُنکی جوابدہی کی۔ **اِن** سب باتوں کا ثبوت سیاق والفاظ قرآن میں پایا جاتا ہے چنانچہ تفصیل و تسلیم میں آتا ہے۔

پہلی بات کے ثبوت پر حرف (ف) شاہد ہے جو آیہ فحملتہ میں وارد ہے اور وہ محاورہ عرب میں ترتیب بلا مہلت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں بیان مدت حمل میں چند اقوال نقل کرکے فرمایا ہے کہ ابن عباس کا یہ قول

وھو قول ابن عباس رض ایضاً کانت مدۃ الحمل ساعۃ واحدۃ ویمکن الاستدلال علیہ من

ہے کہ حمل کی ایک ساعت تھا۔ پھر اسپر دو دلیلوں سے استدلال کیا ہے اول دلیل مبحث کی ہے کہ ان الفاظ

وجعلین الاول قوله تعالی فحملته فانتبذت به فالحمل الخاص فتادا هامن تحتها والفاء للتعقیب ذلك هذه الفاءات علی ان کل واحد من هذه الاحوال حصل عقیب الاخر من غیر فصل وذلك یوجب کون مدة الحمل ساعة واحدة - (الثانی) ان الله تعالی قال فی وصفه ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون فثبت ان عیسی کما قال الله تعالی له کن فیکون وهذا یفید کونه آدمیا لا یتغیر فیه مدة الحمل واما تعلق تلك اللقحة بخروج من یتولد من النطفة

ہین حرف ف وار دہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات ایکدوسرے کے بعد بلا فصل واقع ہوئی ہین دوسری دلیل کا بیان یہ کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کو حضرت آدم کی مثل کہا ہو جنکو مٹی سے پیدا کیا پھر کہا ہو جا تو وہ ہو گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسی بھی آدم کی طرح کن فیکون سے پیدا ہوئے ہین جسمین معمولی مدت حمل متصور نہین -

دوسری بات کے ثبوت پر یہی دلیل ہے کیونکہ اسکا شروع وبیان بھی اسی ف سے بلفظ فانتبذت به فحملته حملہ ہوا ہے اور نیز لفظ تحملہ (یعنی اٹھالائی) اس بات پر کامل دلیل ہے عرفاً وعاداً چھوٹے بچون کو ہی اوٹھایا جاتا ہے بڑی عمر کے جوان لوگون کو بلا عذر بیماری وغیرہ کے کوئی اٹھاکر نہین لاتا اسی نظر سے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ وہ اسیوقت انکو اٹھالائی اور اسیوقت یہودیون نے تہمت لگائی تفسیر درمنثور مین بروایت حاکم وبیہقی کے ابن عباس وابن مسعود سے نقل ہے کہ جب مریم نے حضرت عیسی کو جنا تو شیطان نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ مریم نے بچہ جنا جب انہون نے حضرت مریم سے بابت پوچھ کی تو انہون نے حضرت عیسی کی طرف اشارہ کیا تب حضرت عیسی نے یہہ بات کہی کہ مین خدا کا بندہ ہون تا آخر - اور بروایت عبد بن حمید عمر بن میمون سے نقل کیا ہے کہ جب مریم نے بچہ جنا تو اسکو قوم کے پاس اٹھالائی وہ اسکو پتھر

عن ابن عباس وابن مسعود فلما ولدته ذهب الشیطان فاخبر بنی اسرائیل ان مریم ولدت فلما اراد وها علی الکلام اشارت الی عیسی فتکلم فقال انی عبد الله اتانی الکتاب (درمنثور مختصرا)

واخرج عبد بن حمید عن عمر بن میمون قال ان مریم لما ولدت اتت به قومها فاخذوا بالحجارة

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لیرموھا فاشارت الیہ فتکلم فترکوھا (درمنثور) مارنے لگے مریم نے حضرت عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا وہ بولے تو انہون نے اسی چہوڑا۔ ایسا ہی عامہ تفاسیر مروجہ بیضاوی۔ معالم کبیر وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ مریم کا مسیح کو اٹہا لانا اسی زمانہ پیدائش مین ہوا ہی۔ اور جو ان کتب مین چالیس دن نفاس کے گزر جانے کے بعد اٹہا لانیکی روایت نقل کی ہے وہ ہماری مدعا کے منافی نہین اسکا بیان بضمن جواب ابحاث مخاطب عنقریب آتا ہی۔

تیسری بات کا ثبوت بہی قرآن کے الفاظ و سیاق مین موجود ہے کہ مریم مسیح کو قوم کے پاس اٹہا لائی تو انہون نے مریم سے کہا کہ تیرا باپ برا تہا اور نہ تیری مان بدکار تھی تو نے ایسا کام کیا۔

لفظ فری جو اس موقع پر بولا گیا ہے جیسا کہ مختلق و مفتری کے مستعمل مین ہوتا ہی ویسا ہی امر عظیم و عجیب کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے (چنانچہ قاموس مین دونون معنی بیان کئے ہین) مگر جبکہ اسکی تائید مین مریم کے مان باپ کا زانی و بدکار نہونا بیان کیا گیا ہے اور مریم علیہا السلام پر ارتکاب خلاف سیرت والدین کا الزام قایم کیا گیا ہے تو اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس مقام مین لفظ فری سے وہی معنی اول مختلق و مفتری کے مراد ہین اور اس سے یہودیون کی غرض تہمت و بہتان مریم علیہا السلام ہی جسکو خدا تعالیٰ آیہ علی مریم بہتانا مین حکایت فرماتا ہے ؛

اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کسی لڑکے کو جسکی مان باپ چور نہون کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو چور نہ تھے تو نے یہ کیا کام کیا تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے چوری کیون کی یا کسی ظالم لڑائی کرنیوالے کو کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو لڑاکے نہ تھے تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے لڑائی کہان سی سیکہی و علی ہذا القیاس۔

اسی سیاق و الفاظ کے لحاظ سی مفسرین اسلام نے اس آیتہ کی تفسیر مین وہی کہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے

یروی انھم لما راوھا ومعھا عیسیٰ قالوا لقد جئت شیئا فریا ویحتمل ان یکون المراد شیئا عجیبا ویحتمل ان یکون مرادھم شیئا عظیما منکرا	امام رازی تفسیر کبیر مین فری کے معنی امر منکر قرار دیکر اسکی ثبوت مین اسی قول مابعد کو کہ تیرا باپ برا نہ تھا اور نہ تیری مان